جلد ۲ — ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۳ ہجری — نمبر ۱۰۳

## مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر کو دردِ سر سے نسبتاً آرام ہے۔ احباب دُعا کرتے رہیں +

(۲) زوجہ محترمہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؐ صاحب بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت بخشے +

(۳) نواب محمدؐ علی خان صاحب باہر سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب واپس لائے +

(۴) ۲۴ فروری کو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی دُعا پر مبلغین کی اعلیٰ جماعت کے سامنے لکچر دینگے۔ مولوی صاحب موصوف کچھ بیمار رہتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لاہور سے قادیان تشریف لانے کی توفیق بخشے +

(۵) ۱۰ فروری بڑی بھاری بارش ہوئی +

## اخبار احمدیہ

(۱) ایک چٹھی کھولی تو اسمیں ایک مظلوم کی داستانِ درد درج تھی۔ جو نظم بن کر زبانِ قلم سے نکلی ہے +

کل اک ستم نواز کو آیا نہ جب جواب
جل بھُن کے بزم خاص میں وہ ہو گیا کباب
جھوٹا کہا اور اس کے علاوہ کچھ اور بھی
پھر دوسرے بزرگ نے پورا کیا حساب
وہ وہ مغلظات سُنائے کہ الاماں
لازم ہے متقی کو بہت جن سے اجتناب
اسپر بھی جب نہ آپ کا دیکھا ہوا غضب
دے ماری مُنہ پر احمدی بھائی کے اک کتاب
مجلس میں غل پڑا کہ یہ کیا سانحہ ہوا
کس بات پر حضور کا نازل ہوا عتاب
میں نے کہا کہ کچھ نہیں معمولی بات ہے
لایا ہے رنگ ان کی امارت کا اِنتخاب

---

(۱) برادر محمدؐ الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حافظ غلام رسول صاحب کے نتھال اور دھنگ میں وعظ ہوئے پانچ اشخاص سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک سخت مخالف تھا اللہ تعالیٰ استقامت بخشے + (۲) قاضی محمدؐ یوسف صاحب پشاوری تصنیفات احمدیہ کی ایک بڑی لائبریری مہیا کر رہے ہیں۔ جب برادر دلاور خان نے حضرت خلیفہ ثانی کا مذہب دربارۂ نبوت سُنایا تو معزز غیر مبایعین نے بھی اقرار کیا کہ مسئلہ نبوت میں ہمیں ان سے اتفاق ہے +

(۳) ایک شخص نے دریافت کیا کہ نماز کے بعد امام کا مع مقتدیان دُعا کرنا کیسا ہے حضور نے جواب میں لکھایا کہ حضرت اقدسؑ اسے پسند نہیں فرماتے تھے +

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

# جنگ یوروپ

## نہر سویز پر جنگ !!

لنڈن ۵ فروری - کل علی الصباح غنیم نے طوسوم (طوسون) پر فوج کشی کرکے اس پر گولہ باری کی ہمارے توپخانہ اور جنگی جہازوں نے اس کا جواب دیا - ترکوں نے بیڑوں کے ذریعہ سے نہر کو عبور کرنے کی کوشش کی - مگر ۸ افسروں اور ۲۸۲ قیدیوں کا نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے جسکے علاوہ انکے بہت سے آدمی کام آئے - ہمارے دو افسر اور ۱۳ آدمی ہلاک اور ۵۸ مجروح ہوئے - غنیم نے تقنطرہ پر بھی حملہ کیا - مگر اسے پسپا کیا گیا - اور اس کے ۲۱ ہلاک اور ۲۵ زخمی ہوئے - اور ۲۵ قیدی ہمارے ہاتھ آئے غنیم کے پاس ۱۲ ہزار فوج اور ۶ باٹریاں تھیں +

لنڈن ۴ فروری - نیوزیلینڈ کی پیدل سپاہ پر غنیم نے نہر سویز پر آتشبازی کی اور اس معرکہ میں سپاہ مذکور نے سب سے خراج تحسین وصول کیا +

قاہرہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ترک اب دیکھ بھال کے کام میں مصروف نہیں بلکہ خندقیں کھود کر مورچے بنا رہے ہیں - یقین کیا جاتا ہے کہ جنرل وان کرینیٹیس نہر کی سپاہ کی کمان کر رہے ہیں - اونٹوں کے مرنے کی وجہ سے ترکوں کو باربرداری کے متعلق مشکلات پیش آ رہی ہیں - نہر سویز کے ایک جہاز کا ہمنا زخمی ہوا ہے +

۳ ماہ رواں کو نہر سویز پر غنیم کے حملہ کو پسپا کرنے میں فرانس کے دو جنگی جہازوں نے شرکت کی +

## ترکی سپاہ نہر سویز تک کسطرح پہنچی

لنڈن ۶ فروری - قیدیوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ ترکی کمانڈر بھی زخمی ہو گیا تھا مگر وہ بچکر نکل گیا - ترکی سپاہ نے حجاز ریلوے کے سٹیشن سیلا سے کوچ کیا - اور نہر سویز تک پہنچنے میں اسے ۲۵ روز لگے +

لنڈن ۷ فروری - بلجیم اور دریائے این کی وادی میں توپخانہ کی لڑائیاں ہوتی رہیں - اور ئمپین کے علاقہ میں مقام سیمی کے شمال میں ہم نے کسی قدر ترقی کی - اس کے علاوہ اور کوئی امر قابل رپورٹ نہیں +

## اتحادی ہوابازوں کی سرگرمی

پیرس ۶ فروری - ان ہوائی جہازوں نے جو پیرس کی حفاظت کے لئے مامور ہیں - گذشتہ چند یوم میں ۵۰ سے زیادہ مرتبہ گرداوری کا کام سرانجام دیا - اور رات کو بھی اپنے کام میں مصروف ہے +

## وسطی پولینڈ میں خونریز جنگ

طرفین کی عظیم سپاہ کے درمیان اس موقع پر جو لڑائی ہوئی وہ جنگ بورودینو کی یاد دلاتی تھی - جرمنوں کے پاس ۶۰۰ توپیں تھیں - جن میں متعدد بھاری ہاوٹزر توپیں بھی شامل تھیں اور جنھوں نے مہلک آتشبازی کے ساتھ خندقوں کا بالکل صفایا کر دیا +

## روسیوں کی سرکاری اطلاع

کوہستان کارپیتھین میں ہولناک معرکے وقوع میں آ رہے ہیں اور روسیوں نے غنیم کی پیشقدمی کو روک دیا ہے درہ لبیین میں اور دیگر مقامات پر روسیوں نے دو ہزار قیدی گرفتار کئے +

## بحری جنگ کے متعلق جرمنی کے اعلان

لنڈن ۶ فروری - برلن کے اخبار ریشس انزیگر نے اس اعلان کی نقل شائع کی ہے جسکی رو سے برطانیہ اور آئرلینڈ کے تمام نواحی سمندر جنمیں رود بار انگلستان تمام و کمال شامل ہے "فوجی رقبہ" قرار دیئے گئے ہیں اس اعلان میں لکھا ہے کہ (۱) ۱۸ فروری کے بعد ان سمندروں میں غنیم کا جو کوئی تجارتی جہاز نظر آئے گا تباہ کر دیا جائیگا - اگرچہ اس سے عملہ جہاز اور مسافروں کی جان بچانے کا مناسب انتظام نہ بھی ہو سکے (۲) غیر جانبدار سلطنتوں کے جہاز بھی اس فوجی رقبہ میں خطرہ سے محفوظ نہ رہ سکینگے کیونکہ بحری جنگ میں حادثوں سے ہمیشہ محفوظ رہنا مشکل ہے - (۳) جو جہاز شمال کی طرف سے جزائر شٹ لینڈ کی راہ سے بحیرہ شمالی کے مشرقی حصہ میں اور ساحل ہالینڈ کے قریب کم از کم تیس میل چوڑے قطعہ میں پہنچینگے وہ کسی قسم کے خطرہ سے محفوظ رہیں گے +

واشنگٹن کا تار مظہر ہے کہ یہاں کے جرمن سفیر کاونٹ برنسٹارف نے گورنمنٹ ریاستہائے متحدہ کو مطلع کیا ہے کہ امریکہ کے جہاز ساحل فرانس کے قریب نہ جائیں ورنہ کسی قسم کے خطرہ کے وہ خود ذمہ وار ہونگے +

## پریذیڈنٹ فرانس

پریذیڈنٹ پوانکارے نے ایکسی لنسی سر لائیڈ جارج اور دیگر وزراء سفراء اور انگلستان کے بنک کے گورنر کو لیمن کو مدعو کیا +

## جنوبی افریقہ کے باغی

لنڈن ۶ فروری - یونیگلن - کمپ نے جب ہتھیار ڈالے تو وہ بیمار تھا - اور اسے ہسپتال پہنچایا گیا - انکی جمعیت ۴۳ افسروں اور ۵۱۷ آدمیوں پر مشتمل تھی - جو زیادہ تر ٹرانسوال میں اور اورینج فری سٹیٹ تھے - یہ تمام لوگ جرمن وردی میں تھے لیکن بہت سے آدمیوں کے پاس یونین کی بندوقیں اور پیٹیاں تھیں +

# ہندوستان کی خبریں

**ڈاکوؤں کی گرفتاری** - پونا سے ۷۴ ڈاکوؤں کی ایک اور جماعت کے گرفتار کئے جانے کی خبر آئی ہے - انھوں نے ۱۸ ہزار روپیہ کا مال چرایا ہے - اور پونا کی عدالت میں انکا مقدمہ پیش ہے +

اسلامیہ کالج پشاور کے روس کیپل ہال کا افتتاح جمعرات کے روز بصدارت ہارکورٹ بٹلر عمل میں آیا +

**شملہ میں برف باری** - شملہ میں برف باری شروع ہے +

**باغیانہ تصانیف** - سیتارام ٹوکارام سردار اور ہری رام چندر بین جو فی الحال پریجہ لبرٹی نمبر ۲ کی اشاعت کے جرم میں چھ چھ ماہ سزائے قید بھگت رہے ہیں - ان پر زیر دفعہ ۱۲۴ - الف و ۱۲۰ و بغاوت پیدا کرنے اور مجرمانہ سازش کے الزام میں اور مقدمہ دایر کیا گیا ہے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# الفضل

قادیان دارالامان - ۱۱ فروری ۱۵ء

## لارڈ ہارڈنگ کا ایک اہم سیاسی کارنامہ

بوڈیسیا کے ملک الزبتھ اور وکٹوریا کی سلطنت کو ناز ہے کہ اسکی خاک سے ڈریک۔ ہوورڈ اور نیلسن اور پٹی و فشر ایسے جانباز ملاح پیدا ہوئے۔ برطانیہ کا چھوٹا سا ملک ملکۃ البحار کہلایا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ سرزمین انگلستان کو بجا فخر ہے کہ اسکے فرزندوں نے میدان سیاست میں ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے حریفوں کو نیچا دکھایا ہے اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ جو کام انکے ہمرو رقیب اپنی فوجی طاقت و شدید نقصان جان سے بھی نہ نکال سکے اُسے ہوشیار انگریز نے محض باتوں اور حکمت عملی سے اپنے حسب منشاء کرالیا ہے چنانچہ تاریخ ہند شاہد ہے کہ فرنچ و برٹش رقابت کے زمانہ میں گو اثر و طاقت فرانس کے ہمرکاب تھی مگر برطانیہ کے مدبر بیٹوں نے اپنی دانائی اور تدبیر کے باعث فرانس کی تمام کوششوں کو پیوند خاک کردیا۔ اور اپنی سلطنت کے لئے وہ حاصل کیا جو آج برطانیہ کے تاج کا روشن ترین گوہر ہے +

غرض انگلستان کو بجا ناز ہے کہ اس کے فرزند نہ صرف میدان کارزار میں (خصوصاً سطح سمندر پر) ہمیشہ سے غالب و کامیاب رہتے آئے ہیں بلکہ اُسے یہ بھی فخر ہے کہ زمین سیاست میں انگریز مدبرین کی چال اکثر صحیح ثابت ہوئی اور حریف کو بجز بات تسلیم کرنے اور ہار مان لینے کے چارہ نہیں رہا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ شاہ انگلستان کی وسیع سلطنت پر آج سورج غروب نہیں ہوتا۔ آج بھی اگر آپ دیکھنا چاہیں تو برطانیہ عظمیٰ کی اس سلک سیاست کا ایک درخشندہ موتی سیاسی لشکر کا ایک قابل ترین سپاہی اور شاہ انگلستان کے اقتدار کا بہترین نمایندہ لارڈ ہارڈنگ کے وجود میں پانڈو کی قدیم راجدھانی (اندر پرست) اور سلطنت مغلیہ کے شاندار دارالسلطنت دہلی میں جمنا ندی کے کنارے پر وائسریگل لاج میں مقیم ہے۔ انگلستان نے ہندوستان کی حکومت کیلئے قابل سے قابل آدمی بھیجے اور بہتر سے بہتر ارباب سیاست کو اس منصب ارفع کے لئے منتخب کیا مگر یقیناً لارڈ ہارڈنگ۔ کی شان کا آدمی آج تک کشور ہند پر حکمران نہیں ہوا +

لارڈ کرزن سابق وائسرائے ہند کی روانگی کے وقت ہندوستان کا مطلع سیاست گرد آلود تھا۔ خلیج بنگالا اور گنگا کے دہانہ کیطرف سے بمب بازسیاست کا طوفان بے تیزی اُٹھ رہا تھا۔ اور جنوب مغربی مانسون کیطرح ہمالہ کے بلند پہلوؤں سے ٹکرا کر تمام شمالی ہند پر پھیل رہا تھا۔ اور کلکتہ کی حکومت کا جہاز ایک گونہ خطرہ میں تھا۔ ایسے وقت میں جو ہاتھ جہاز کو طوفان سے بچا کر نکال لایا۔ وہ ہارڈنگ کا ہاتھ تھا اور جس ہوائے تقسیم بنگال سے پیدا شدہ طوفان مخالفت کو کم کیا۔ وہ اسی وائسرائے کا مدبرانہ طرز عمل تھا +

پھر کانپور کے افسوسناک قضیہ اور نوجوان مسلمانوں کے سر پر چڑھے ہوئے سیاسی بھوت کو جس عامل نے نہایت آسانی سے اُتار دیا۔ وہ شاہ انگلستان کے موجودہ نائب کا وجود تھا۔ لیکن ان سب سیاسی کامیابیوں سے بڑھ کر موجودہ وائسرائے ہند کا وہ تازہ ترین سیاسی کارنامہ ہے جو جنوری سنہ رواں کے آخری دن سے شروع ہونیوالے ہفتہ میں ظہور پذیر ہوا ہے اور وہ یہ کہ لارڈ ہارڈنگ نہایت خاموشی و سکون کے ساتھ ۲۶ جنوری کو بھی بظاہر تفریحی لیکن درصل اہم ترین ملکی غرض کیلئے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور دُنیا پر اس تاریخی سفر کا حال اُسوقت عیاں ہوا جب وائسرائے ہند کویت۔ بحرین۔ اور محمرہ کے شیوخ سے ملاقی اور بصرہ کا بذات خود معائنہ کر چکے +

چنانچہ بصرہ سے آئے ہوئے برقی بیانات مظہر ہیں:-

وائسرائے ۳۱ جنوری کو معہ عملہ کے کویت پہنچے۔ برٹش ریذیڈنٹ خلیج فارس سے تختۂ جہاز پر تخلیہ میں ملاقات کی پھر شیخ جابر بن مبارک شیخ کویت اور بعدازاں شیخ عبداللہ بن عیسےٰ شیخ بحرین سے ملاقاتیں کیں۔ یکم فروری کو حضور وائسرائے نے شیخ مبارک بن سباح فرمانروائے کویت کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا تمغان اور شیخ عبداللہ بن عیسیٰ کو سی۔ آئی۔ ای کے خطاب عنایت فرمائے۔ اور ہر دو سے تخلیہ میں گفتگو فرمائی۔ اسی دن سہ پہر کو حضور وائسرائے نے سر شیخ مبارک سے ملاقات بازدید کی اور نقیب بصرہ کو شرف مکالمہ عطا فرمایا۔ ۲ فروری کو جزیرہ آبدان کے کارخانہ ہائے تیل کا معائنہ فرمایا۔ ۳ فروری کو شیخ محمرہ اور اُن کے وزیر سے ملاقات کی۔ اور شیخ صاحب کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا۔ اور اُن کے وزیر کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد آپ اُسی دن بصرہ تشریف لے گئے اور وہاں کی برٹش جماعت کیطرف سے ایڈریس پیش ہوا جس کا جواب حضور وائسرائے نے نہایت عمدہ اور تلے ہوئے الفاظ میں دیا جسکا خلاصہ یہ تھا۔ "میں بصرہ اس غرض سے آیا ہوں تاکہ بچشم خود تمام حالات کا معائنہ کروں۔ اور دیکھوں کہ اس مقام کی حفاظت اور عمدہ حکومت کے لئے کیا تدابیر ضروری ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ سالہا سال کی بدامنی اور خراب حکومت کے باعث یہ علاقہ جو کسی وقت نہایت زرخیز تھا۔ اب ویران و بنجر ہورہا ہے چونکہ اس جنگ میں ہم تنہا نہیں اس لئے عراق کے مستقبل کی نسبت اپنے حلیفوں سے استصواب آرائی کئے بغیر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ میں آپ کو یہ امید دلاتا ہوں کہ اسکے بعد سے عراق اعلےٰ انتظام کے ماتحت ہوگا۔ اور اُسی عروج و ترقی سے بہرہ ور ہوگا جس کا بوجہ اتنی زرخیزی اور اعلےٰ خوبیوں کے یہ علاقہ مستحق ہے +

یہ ہے لارڈ ہارڈنگ کا آخری مگر سب سے اہم سیاسی کارنامہ۔ وہ خلیج فارس کو جاتے ہیں مگر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ شیوخ سے خود جاکر ملاقات کرتے ہیں۔ اور بصرہ پہنچکر سب سے پہلا وعدہ اور یا امید جو کچھ بھی دلاتے ہیں وہ

"حفاظت۔ عمدہ حکومت اور اعلےٰ انتظام" ہے

لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر سابق وائسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتایج کی امید دلاتا ہے ہم اسوقت اس سفر کے نتائج اسکی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں صرف اسقدر یاد دلاکر چھوڑ دیتے ہیں کہ اگر بنگال کے بے تاج شہنشاہ سر سیندرو ناتھ بینرجی کے مکان پر جاکر لارڈ ہارڈنگ کا اُن سے ملاقات کرنا ہندو قوم کیلئے باعث اطمینان ہوسکتا ہے اور اگر لارڈ ہارڈنگ کا اسلامیہ کالج پشاور میں ہری کیمپل ہال کے افتتاح پر سر ہارکورٹ بٹلر کی معرفت اپنے سفر میں سے ہی ۴ فروری کو مسلمانوں کی تعلیم سے اظہار ہمدردی کا تار بھیجنا۔ اور اسلامیہ کالج پشاور سے اپنی خاص دلچسپی اظہار کرنا۔ یا امپیریل کونسل میں مسلمانوں کی دلجوئی کے الفاظ فرمانا مسلمانوں پر اثر ڈال سکتا ہے تو یقیناً اسی نیکدل افسر کا (جو اپنے ملک و بادشاہ پر اپنی بہترین چیز یعنی بیٹے کو قربان کرکے خوش ہے) عراق میں جانا عمدہ نتایج پیدا کریگا۔ ہم ان نتایج پر خوش ہیں کیونکہ تُوتِی المُلکَ مَن تَشَاءُ وَ تَنزِعُ المُلکَ مِمَّن تَشَاءُ کا کہنے والا اصل ملک گیری اور جہانبانی اُسی کے سپرد کرتا ہے جو اُسکی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اُسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اسکا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت

## استفسار اور جواب

الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ جو صاحب کوئی نیا اعتراض سُنیں۔ وہ ہمیں لکھ بھیجیں۔ ہم انشاءاللہ اس کا جواب الفضل۔ کے ذریعہ شائع کرینگے۔ اسی طرح اسلام کے کسی مسئلہ کے متعلق یا احمدیت کے بارے میں کوئی سوال یا کوئی علمی دریافت ہو۔ اسمیں بھی ہمیں مطلع کریں۔ انشاءاللہ اُن کے استفسار کا جواب دیا جاوے گا۔ اس پر میاں محمد سلطان صاحب احمدی سوداگر چرم تحصیل لودھران ضلع ملتان تین سوال بغرض جواب ارسال فرماتے ہیں۔ اسلئے ان کا جواب دیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بھی ضرور ایسی خط و کتابت جاری کریں۔

**سوال اوّل** - کیا کرشن نبی تھے۔ اور اگر تھے تو انکی نبوۃ کا کیا ثبوت ہے۔

**جواب** - پہلے ایک اُصول یاد رکھنا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جسقدر نبی گذر چکے ہیں۔ انمیں سے ایک نبی بھی ایسا نہیں جو بطور خود نبی ثابت ہو سکے۔ مثلاً حضرت شعیب ایک نبی تھے۔ لیکن آج نہ تو وہ خود موجود ہیں نہ اُن کی کوئی کتاب ہم دیکھتے ہیں۔ اور اگر قرآن مجید ان کا ذکر نہ کرتا۔ تو وہ کبھی نبی ثابت نہ ہو سکتے۔ غرض قبل از زمانہ نبوی جس قدر نبی بھی مبعوث ہوئے ہیں۔ انکی نبوت ہم الگ طور پر ثابت نہیں کر سکتے۔ نہ ابراہیم کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے نہ آدم کی نہ اسماعیل و اسحٰق کی۔ لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف فرما ہو کر اپنا خدا کی طرف سے ہونا ثابت کر دیا۔ اس لئے جو بات بھی آپ فرما دیں وہ درست اور صحیح ہوگی۔ سو جب آپنے فرمایا۔ کہ نوحؑ۔ ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ وغیرہم خدا کے نبی تھے تو ہم نے تسلیم کر لیا۔ اسی طرح حضرت کرشن کی نبوت بھی بطور خود ثابت نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں آکر ثابت کر دیا۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اس لئے جو بات بھی آپ فرما دیں وہ درست اور صحیح اور حق ہوگی سو جب آپنے فرما دیا کہ کرشن نبی تھے۔ اس لئے ہمیں تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ غرض اگر ایک غیر احمدی ہم سے سوال کرے کہ کرشن کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے تو ہمیں اس سے سوال کرنا چاہیئے کہ شعیب کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے اگر وہ کہے کہ چونکہ صادق مصدوق رسول نے فرمایا کہ وہ نبی تھے۔ اور انپر جو وحی ہوئی ہے۔ وہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ ہم بھی اُسے یہی کہیں گے۔ کہ صادق مصدوق المسیح نے کہا ہے کہ کرشن نبی تھے۔ اور انکو الہام الٰہی سے اطلاع ملی۔ اگر وہ کہے کہ میں تو مرزا صاحب کو مسیح نہیں مانتا تو ہم کہیں گے کہ ایک عیسائی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا وہ کس طرح شعیب کو نبی تسلیم کرے۔

**جواب دوم** کرشن کے نبی ہونے کی ایک زبردست دلیل یعنی حضرت مسیح موعود کا فرمانا اور آپ کو الہام میں مثیل کرشن کہا جانا ابھی بیان کر چکا ہوں۔ دوسری دلیل خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمه کاھن۔ یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے۔ جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس کا نام کاہن تھا۔ اب دیکھو حضرت کرشن ہند ہی میں ہوئے۔ رنگ بھی ان کا سیاہ تھا۔ ہندوؤں کی تصاویر اس کی گواہی دیتی ہیں۔ اور نام بھی کاہن تھا جو بادنیٰ تغیر کرشن ہے یہ قاعدہ ہے کہ ایک زبان کا نام دوسری زبان میں متغیر ہو جاتا ہے۔ مثلاً عرب لوگ لنڈن کو لندرا کہتے ہیں۔ اسی طرح کرشن کو عربی زبان میں کاہن کے تلفظ سے بولنا معمولی بات ہے۔

**سوال دوم** کیا کوئی نبی ملک عرب اور شام کے باہر بھی مبعوث ہوا۔ اگر ہوا تو نام لو۔

**جواب اوّل** نام لینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اصول کے طور پر فرماتا ہے وان من امة الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی دُنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جسمیں اللہ کے نبی نہ آئے ہوں۔ اس اصول سے ہمیں اتنا معلوم ہو گیا کہ نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے شام و عرب کی کوئی خصوصیت نہیں رکھی۔ بلکہ ہر قوم پر نظر ترحم کی پھر ایک مقام پر فرماتا ہے۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل۔ یعنی ہم دنیا میں رسول اور نبی اس لئے بھیجتے ہیں کہ تا دُنیا کے لوگ اللہ پر اسبات کا الزام نہ لگا سکیں کہ اس نے ہمیں غفلت میں رکھا۔ اور ہماری طرف کوئی رسول نہ بھیجا۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تمام قوموں کی طرف نبی نہ آتے تو اللہ تعالیٰ پر الزام آتا۔ اگر عرب و شام ہی نبوت کے لئے مختص ہیں تو کیا اور ملکوں والے اللہ تعالیٰ پر الزام نہیں لگا سکتے۔ پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ومنھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص یعنی تمام نبیوں کے نام معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔

**جواب دوم** ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجھ سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گذر چکے ہیں۔ اب بتاؤ کہ اتنی تعداد صرف ملک عرب اور شام کے لئے مخصوص تھی۔ اور یہ کثرت زمانی اور مکانی محدودیت میں سما سکتی ہے؟

**جواب سوم** ایک حدیث میں آیا ہے کہ میں تمام دنیا کے لئے نبی ہو کر آیا ہوں۔ لیکن مجھ سے پہلے نبی اپنی اپنی قوم کے لئے آتے تھے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ملک عرب و شام کے علاوہ بھی اور قوموں میں نبی آئے۔ کیونکہ شام کے نبی اور قوموں کی طرف نہیں بھیجے گئے وہ تو بموجب حدیث شریف صرف اپنی قوم کے پاس آئے۔ اس لئے دوسرے ملکوں کی قوموں میں انہیں میں سے نبی آئے ہونگے۔

**جواب چہارم** خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک عرب و شام کے باہر یعنی ملک ہند کے ایک نبی کاہن کا نام لے دیا۔ تو ہمیں کسی اور مثال کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہی۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ حدیث میں کاہن سے مراد کرشن نہیں تب بھی تو اتنا ثابت ہو گیا کہ ہند میں ایک نبی آیا جس کا نام کاہن تھا۔ اور خواہ وہ کرشن ہو یا کوئی اور۔ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ہند میں نبوت کا دروازہ کھلا تھا۔ اور شام و عرب کی خصوصیت کوئی نہ تھی۔

**جواب پنجم** کتابوں میں خواہ کتنی ہی تحریف ہو جائے۔ اور گو وہ قابل سند نہ رہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ اصلیت انمیں ضرور ملتی ہے۔ دیکھو تورات و انجیل محرف ہو گئیں۔ اور قرآن مجید بھی انکے محرف مبدل ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ مگر پھر بھی انمیں غور کرنے سے کئی صحیح باتوں تک ہم پہنچ سکتے ہیں۔ مثلاً توریت میں غور کریں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق صاف صاف پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ اور ان کتابوں کے طرز سے ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ الہامی ہیں۔ اسی طرح حضرت کرشن کی گیتا کو لو۔ گو اس میں نقص اور فتور پڑ گئے ہوں مگر اس کی طرز سے پتہ چلتا ہے،

کہ وہ ایک زمانہ میں مصدقہ الہامی کتاب تھی ؛

**جواب ششم** حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید مفتریوں کے متعلق ایک اصول مقرر کرتا ہے۔ ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیاۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین۔ یعنے جو لوگ نبوت کا دعوے کرتے ہیں لیکن دراصل وہ جھوٹے ہوتے ہیں تو خدا ایسے لوگوں کو دنیا ہی میں ناکام رکھتا ہے۔ اور وہ ذلیل ہو جاتے۔ انکی مقبولیت نہیں ہوتی۔ اور جو سچے ہوتے ہیں وہ کامیاب جاتے ہیں اور قوموں کی قومیں انکی مداح ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام وہ لوگ جن کو کروڑوں آدمی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہوں۔ اور ان کا اعتقاد ہو کہ یہ شخص خدا کا نبی تھا۔ اور آج تک لاکھوں انسان اس کا نام عزت سے لیتے ہوں۔ اُسے ضرور خدا کی طرف سے سمجھنا چاہئیے۔ مفتریوں کو یہ عزت نہیں ملتی۔ اسی اصل کے ماتحت ہم کرشن کی نبوت کے قائل ہیں۔ دیکھئے ایک طرف انکی کتاب موجود ہے جس میں خدا کیطرف سے ہونے کا دعوے ہے۔ دوسری طرف کروڑوں آدمی ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ عزت سے نام لیتے ہیں۔ تکریم کرتے ہیں۔ حالانکہ جھوٹے کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت کرشن واقعہ میں خدا کیطرف سے تھے۔

## خواجہ صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب

### (از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری)

ہمارے ناظرین قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری کے نام سے خوب واقف ہوں گے یہ وہ نوجوان ہیں جو لاہور کے جلسہ سے ہو کر قادیان تشریف لائے تھے۔ اور پھر یہاں آکر قادیان کے ہی ہو رہے۔ اور حضرت امیر المؤمنین کے ہاتھ پر بیعت کرکے مبایعین کی جماعت میں داخل ہوئے۔ ان کے پشاور واپس جانے پر جو سلوک ان کے ساتھ غیر مبایعین کی طرف سے ہوا۔ وہ ہم اس جگہ لکھنا پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ بہت سے دلوں کو تکلیف دینے والا ہے۔ قاضی صاحب موصوف کا چونکہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ اس لئے خواجہ صاحب کو جو غم قاضی صاحب کے ہاتھ سے نکل جانے کا ہونا چاہئیے تھا وہ ظاہر ہے۔ خواجہ صاحب نے ایک خط قاضی صاحب کے نام لکھا ہے۔ جسمیں انہوں نے قاضی صاحب پر پانچ سوال کئے ہیں۔ قاضی صاحب چاہتے ہیں کہ ان کا جواب الفضل کے ذریعہ خواجہ صاحب تک پہنچائیں۔ کیونکہ خواجہ صاحب پر جو اثر ہوگا۔ وہ تو ظاہر ہے۔ شائد کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ ہم اسجگہ پہلے خواجہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ اور پھر نمبروار ہر ایک سوال کا جواب لکھ دینگے ؛ (ایڈیٹر)

## خواجہ صاحب کا خط بنام قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری

عزیز قاضی محمد یوسف سلمہ

السلام علیکم۔ بہتر ہوتا کہ آپ مجھ سے زبانی گفتگو کرکے مختصر الفاظ میں ذیل کے امور لکھ دیتے۔ اور بہت سی باتوں کا فیصلہ ہو جاتا۔ آپ نے لوگوں سے گفتگو کی۔ اور مجھ سے شائد گفتگو کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ یعنے جو باتیں آپکے متعلق سُنی ہیں۔ ان سے میں ذیل کی باتیں اخذ کرتا ہوں۔ آپ کوئی لمبی چوڑی تحریریں میں خلاصۃً تحریر چاہتا ہوں۔ آپکے لکھنے پر میں خود حضرت میاں صاحب سے فیصلہ کر لونگا۔

**سوال (۱)** حضرت میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کو صرف ظلی نبی مانتے ہیں ؟

**سوال (۲)** حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔

**سوال (۳)** حضرت میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے میں یا مولوی محمد علی صاحب یا مولوی غلام حسن صاحب میاں صاحب کے نزدیک فاسق نہیں ٹھہرتے۔

**سوال (۴)** انجمن سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

یہ فقرہ بالکل مہمل ہے۔ آیا میاں صاحب اپنے اس اختیار سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں جو دفعہ ۸[1] میں انکو دیا گیا ہے یعنی ان کی رائے انجمن کے فیصلہ پر فوقیت رکھتی ہے۔

**سوال (۵)** کا قرب المامور۔ کا قرب المحمدؐ کے برابر نہیں کیا یہ عقیدہ حضرت میاں صاحب کا ہے ؟

آپ ان کے جواب میں بہت حد تک ہاں یا نہ سے کام لیں۔ لمبی تحریریں لکھنے کی آپ کو ضرورت نہیں نہ استدلال کے رنگ میں کچھ لکھیں۔ صرف بطور امر واقعہ لکھیں۔

مورخہ ۵ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء - خواجہ کمال الدین

## قاضی صاحب کا خط خواجہ صاحب کی طرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے سیدنا محمد رسولہ الکریم

مخدومی جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپکا عنایت نامہ ملا۔ افسوس ہے کہ غیر مبایعین احباب پشاور نے میری بیعت کے کرنے کا سُنتے ہی مجھ سے وہ سلوک کیا اور کرنا چاہا جو ان کے ان تمام غصوں اور رنجوں کا کفارہ ہوا جو ان کو مولانا مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں مبایعین حضرت میرزا محمود احمدؑ کے بارہ میں انکے دلوں میں جو بغض نہاں تھے۔ انہوں نے ہر طرح سے آپکی موجودگی میں یا جو آپکے علم میں آچکے ہیں۔ ظاہر کئے۔ خیر۔ ان اللہ مع الصابرین

آپ خود فرماویں کہ کونسا موقع مجھ کو آپ سے ملکر زبانی گفتگو کرنے کا احباب پشاور نے باقی رکھا کہ میں حاضر خدمت ہو کر وجوہات بیعت عرض کرتا ؛

آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ سے ملکر مجمل الفاظ میں کچھ لکھ دیتا۔ جنابمن! مجمل الفاظ نے اس وقت کسقدر اندھیر مچا دیا ہے۔ اب تو مجمل الفاظ کا وقت رہا ہی نہیں مگر تاہم جو عرض کرونگا۔ انشاء اللہ اختصار سے کام لونگا ؛

میں نے جو حضرت میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح سے امور مستفسرہ کے بارے میں سمجھا ہے۔ وہ عرض کرتا ہوں مگر میری سمجھ کے جناب امیر المومنین ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔

**سوال (۱)** حضرت میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کو صرف ظلی نبی مانتے ہیں ؟

**جواب (۱)** حضرت میرزا محمود احمد حضرت اقدس امام ہمام غلام احمدؑ مسیح موعودؑ کو نبی اللہ اور رسول اللہ یقین کرتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ کے زمانہ میں بھی یہی اعتقاد تھا۔ حضرت سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں بھی یہی اعتقاد تھا۔ اور اپنے زمانہ خلافت کے ابتداء سے لیکر آج کے دن تک یہی عقیدہ ہے کہ حضرت صاحب ظلی۔ بروزی۔ اُمتی۔ نبی اور رسول ہیں نہ تو حقیقی یا مستقل نبی

---

[1] قاعدہ کا نمبر ۱۸ ہے خواجہ صاحب نے بوجہ ناواقفی کے قاعدہ کا نمبر ۸ لکھ دیا ہے (ایڈیٹر)

یا رسُول کبھی مانا ہے۔ اور نہ مانتے ہیں۔ اور نہ کبھی تحریر کیا ہے۔ اور نہ کبھی تقریر میں ظاہر کیا ہے۔

حقیقی نبی کے معنے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے صاحب شریعت رسُول کے کئے ہیں۔ پس آپ خوب جانتے ہیں کہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب نے ہرگز کبھی حضرت اقدس کو صاحب شریعت نہیں تحریر فرمایا اگر حقیقی رسول یا نبی کے کوئی اور معنے ہیں تو ہمکو معلوم نہیں۔ مستقل رسُول یا نبی کے معنے حضرت مسیح موعود نے فرمائے ہیں کہ وہ کسی سابقہ شریعت پر کچھ کم و بیش کرنے یا ترمیم و تنسیخ کرنے آیا ہو۔ یا بلا واسطہ فیوضات محمدیہ کے براہِ راست نبی یا رسُول بنا ہو۔ اور سیدنا محمدؐ سے الگ ہو کر دعوی نبوت یا رسالت کرتا ہو۔ پس ان معنوں میں تو حضرت اقدس کو مستقل نبی ہرگز حضرت میاں صاحب نے نہ کبھی مانا ہے اور نہ مانتے ہیں۔ اور جو اس امر کا الزام دیتے ہیں بار ثبوت ان کے ذمہ ہے تعجب ہے کہ آپ نے کیونکر بغیر خود پڑھنے یا سننے کے اسے تسلیم کر لیا ؟

بروزی یا ظلی رسُول حضرت اقدسؑ کے نزدیک وہی ہے جو فیض محمدی سے نور پائے۔ اور حضرت سیدنا محمدؐ کا اُمتی ہو کر نبی کا خطاب پائے۔ اور نبوت کا کام کرے۔ نبوت تو اس کی ویسی ہے جیسے کہ گذشتہ انبیاء و رسل کی تھی۔ ہاں صرف ذریعہ حصول میں فرق ہے۔ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں یعنی حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ نبی وہی شخص ہے جس کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہو۔ اور اطلاع عن الغیب ہوتا ہو۔ یہی تعریف گذشتہ انبیاء پر صادق آتی ہے۔ اور یہی تعریف حضرۃ اقدس کی نبوت کی ہے۔

انبیاء کے درجات میں فرق ہے اور ضرور ہے۔ کوئی صاحب شریعت ہیں کوئی تابع شریعت۔ حضرت موسیٰ و حضرۃ سیدنا محمدؐ صاحبان شریعت یعنے شارع رسُول ہیں۔ اور حضرت مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعود تابعان شریعت نبی اور رسُول ہیں۔ ہاں حضرت مسیح ناصری براہِ راست رسُول تھا یعنی کسی نبی کی اتباع کیوجہ سے نبی یا رسُول نہیں ہُوا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ تابع شریعت محمدیہ و سیدنا محمدؐ کا اُمتی تھا۔ اور وفات تک غلام احمدؐ رہا۔ اور فیض محمدی سے پایا جو کچھ کہ پایا۔

نبوت کا نام بھی پایا اور کام بھی پایا۔ صرف نام کا رسُول یا نبی نہ تھا بلکہ نبیوں کا کام بھی کر دکھایا۔ اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود اپنے منصب اور فرائض کے ادا کرنے کے واسطے بذاتہٖ بالکل کامل نبی اور رسُول تھے۔ اور حضرت مسیح ناصری سے کسی بات میں کم نہ تھے بلکہ بدرجہا بڑھ کر تھے۔ ہاں حضرت مسیح ناصری اور نہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود صاحب شریعت تھے اور نہ ہم ان کو شارع رسُول جانتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی رسُول یا نبی صاحب شریعت نہ ہو بلکہ تابع۔ اُمتی یا بروزی ہو تو اس سے اس کی نفس نبوت میں کوئی فرق ہرگز نہیں آتا۔ الغرض حضرت غلام احمدؑ انہی معنوں سے اُمتی نبی۔ ظلی رسُول۔ بروزی نبی تھے۔ اور محض نام کے نبی نہ تھے۔ بلکہ کام کے بھی تھے۔

**سوال (۲)** حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ؟

**جواب (۲)** حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے یا نہیں۔ یہ سوال تو آپ کو حضرت مولانا نور الدین کے چھ سال کے عرصہ میں کرنا چاہیئے تھا نہ کہ آج چھ سال کے بعد۔ مگر تاہم جواب عرض خدمت عالی ہے کہ میں اصل بنیاد خلافت کی صرف اسقدر سمجھا ہوں کہ جماعت کی وحدت بغیر واحد امام کے اور بغیر ایک خاص مرکز کے قائم رکھنا ناممکن ہے اور اس غرض کے واسطے واحد امام کا انتخاب ضروری ہے اور حضرت اقدس کے نزدیک بموجب الوصیت مرکز قادیان ہے۔ پس قادیان میں ہی وہ امام ہو۔ اس کے ماتحت جسقدر لوگ بیعت لینے کے واسطے مختلف علاقوں میں منتخب ہوں وہ قادیان کے ساتھ متعلق ہوں۔ احادیث میں آیا ہے۔ کہ اگر دو آدمی کہیں ہوں تو ان پر تیسرا شخص بطور امیر کے ضرور منتخب کیا جاوے۔ اور جہاں چار ہوں۔ وہاں ایک کو بطور امیر ضرور منتخب کریں۔ ہمارا خلیفہ نہ تو مامور من اللہ ہے۔ اور نہ مادی بادشاہ۔ اگر مامور ہوتا تو اس کا مقابلہ کرنے والے فاسق کافر بھی ہوتے۔ اور اگر بادشاہ ہوتا فاسق یعنے باغی سلطنت ہوتے۔ اور تیغ کے ذریعہ سے موت کے گھاٹ اتارے جاتے۔

مگر ہمارے خلیفہ صاحب نے تو اپنے غیر مبایعین کے خلف میں اقتداء تک منع نہیں کیا۔ جب تک غیر مبایعین حضرت اقدسؑ کے کسی صریح فرمان اور فیصلے کے خلاف کھڑے ہو کر منکر نہ ہو جاویں یا خصوصیات سلسلہ کے توڑنے والے نہ ہوں۔ جو حضرت اقدسؑ نے ایماء اور ارشاد الٰہی سے قائم کئے ہیں

پس خلافت جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرما گئے ہیں۔ کہ جس شخص پر جماعت کے پاک نفس لوگ کم از کم چالیس اتفاق کر دیں وہ حضرت اقدس کے نام سے لوگوں سے بیعت لے تو یہاں سے اس سے ایک وقت میں ایک سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں ہاں اگر محض ایک ہی شخص منتخب ہو جائے۔ جیسا کہ سیدنا نور الدین تو الوصیت کے خلاف نہیں۔ بشرطیکہ ایک سے زیادہ منتخب شدہ قادیان کو بطور مرکز اور قادیان والے خلیفہ کو اپنا امیر اور مطاع جیسا کہ سیدنا نور الدین کو جانتے تھے۔ اب بھی انیں ورنہ اگر مرکز کو خلافت الوصیت توڑتی ہیں۔ اور الگ ڈھائی اینٹ کی مسجد بناتے ہیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خلاف نئی انجمن کھڑی کریں تو وہ وحدت کے توڑنے والے ہیں۔ اور قرآن کریم کے لاتفرقوا کے حکم کے خلاف تفرقہ کو پسند کرتے ہیں۔ اور لا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم کے خلاف تنازعے برپا کرتے ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی وحدت کی ہوا کو گندہ کرتے ہیں۔ اور احمدیت کو بے آبرو کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نے وحدت کی تعلیم دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین نے وحدت کے لیکچر اور خطبے سنائے۔ مگر جناب نے آخر وحدت کو توڑ ہی دیا۔

خواہ حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہو یا نہ ہو۔ تو بھی آپ خدا و ند عالم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت غلام احمدؑ اور سیدنا نور الدین کے صریح حکم کے خلاف وحدت کے توڑنیوالے ہیں۔ اور اس جُرم سے بری نہیں حضرت میاں صاحب تو نفس خلافت کو جو میں نے تشریح کر دی ہے قائل ہیں۔ اور آیت استخلاف کا استدلال تو مولانا نور الدین نے کیا ہے۔ اور بعض کرتے ہیں۔ خواہ یہ استدلال درست ہو یا غلط مگر خلافت کی اصل یہی ہے۔ جو عرض کر دی گئی ہے۔ اور وہ بنیاد واحد امام اور واحد مرکز ہے جس کے بغیر جماعت جماعت کہلانے کی مستحق نہیں رہتی یہ صحیح ہے اور باطل نہیں ہے۔

**سوال (۳)** حضرت میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے میں یا مولوی محمد علی صاحب یا مولوی غلام حسن صاحب میاں صاحب کے نزدیک فاسق نہیں ٹھہرتے۔

**جواب (۳)** حضرت میرزا محمود احمد صاحب کی بیعت نہ کرنے سے زید یا بکر یا عمر فاسق ہوتا ہے یا نہیں اس کا علم تو مولا کریم کو ہے۔ ہاں میرے خیال میں اگر ایک شخص حضرت اقدس مسیح موعود

کو امام حکم اور عدل مانتا ہے۔ اور ان کے دعاوی اور تعلیمات کو ماننا مدار نجات جانتا ہے۔ اور اس کے دعاوی کو محض استعارے نہیں جانتا۔ اور واحد امام اور واحد مرکز کے اصول کا قائل ہو اور صدر انجمن احمدیہ کے کاموں میں بدستور سابق حصہ لیتا ہے اور صرف حضرت میاں صاحب سے کسی ذاتی کاوش اور ذاتیات کے باعث بیعت نہیں کرتا۔ تو فاسق تو نہیں مگر مومن کا شیوہ بھی نہیں کہ ذاتیات کو قربان نہ کرے جبکہ دیکھتا ہو کہ صرف اپنے نفس کی فربہی سے وحدت سلسلہ میں فرق آتا ہے۔ اور وہ ذاتیات کو ترک نہیں کرتا۔

حضرت علی اور حضرت معاویہ کا باہمی تنازعہ تھا۔ اور حضرت معاویہ خلافت علی پر خاص وجوہات سے معترض تھے۔ مگر قرآن کریم نے ان طائفتان من المومنین اقتتلوا میں دونوں طائفوں کو مومنین کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور حضرت میاں صاحب بھی آپ لوگوں کو احمدی مسلمان ہی جانتے ہیں جب تک آپ لوگ احمدی مسلمان کہلانا فخر سمجھیں۔ اور ان بغت احداھما علی الاخراٰی میں خلافت کے مخالف گروہ کا نام باغی رکھا ہے۔ اور حضرت علی نے بھی حضرت معاویہ کے گروہ کو اخواننا بغوا علینا سے یاد کیا ہے۔ .. .. .. ..

اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ فاسق کے کئی معنوں میں سے ایک معنی حدود امن سے نکلنے والا اور وحدت کو توڑ کر مقابلہ کرنے والا ہے۔ پس اس کو باغی بھی کہتے ہیں۔

پس اگر حضرت میاں صاحب خلیفہ ہوں جیسا کہ ان کے مبائعین ان کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کے نزدیک۔ اور حضرت میاں صاحب کے نزدیک انکی خلافت کو نہ ماننے والے فاسق بمعنی باغی ہیں۔ یعنی خلافت محمود کو نہ ماننے والے اور اس کا مقابلہ کرنے والے۔ پس کیا اگر ان معنوں میں حضرت میاں صاحب فاسق بمعنی باغی کہیں تو کیا آپ انکو برا خیال کرتے ہیں۔ اور درحقیقت غیر مبائعین ان کا مقابلہ نہیں کرتے؟

جو معنے فاسق کے آپ لیتے ہیں یعنے کافر یا بدکار یا منافق یہ معنے حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہرگز کہیں آپ کے حق میں استعمال نہیں کئے۔ کیونکہ فاسق بمعنی کافر تو صرف مامور من اللہ کا منکر اور مقابلہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور بدکار یا منافق تو حضرت میاں صاحب آپ لوگوں کو ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ بدکاری اور نفاق کا علم تو خدا کو ہے نہ حضرت میاں صاحب کو۔ کیونکہ یہ امور دل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دلوں کا مالک خدا ہے۔

**سوال (۴) انجمن سے میرا کوئی تعلق نہیں۔**

یہ فقرہ بالکل مہمل ہے کیا میاں صاحب اپنے اس اختیار سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں جو دفعہ میں ان کو دیا گیا ہے۔ یعنی انکی رائے انجمن کے فیصلہ پر فوقیت رکھتی ہے۔

**جواب (۴)** صدر انجمن احمدیہ سے حضرت میاں صاحب کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ فقرہ تو آج تک میں نے نہ زبان سے ادا کیا ہو اور نہ کسی کو بیان کیا ہے۔ نہ معلوم آپ تک کس طرح پہنچا اور پہنچانے والے نے کہاں اور کس سے سنا۔

آپ فرماتے ہیں یہ فقرہ بالکل مہمل ہے۔ میں عرض کرتا ہوں بالکل غلط ہے۔ ہاں یہ امر کہ حضرت میاں صاحب ان اختیارات سے جو دفعہ ۱۸ کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے اکثر ممبروں نے حضرت میرزا محمود احمد کو خلیفۃ المسیح ہونے کی حیثیت سے دیئے ہیں۔ ان سے حضرت میاں صاحب مستعفی ہوتے ہیں یا ہونا چاہتے ہیں۔ میں تو آج تک نہیں جانتا کہ دفعہ ۱۸ قرآن کریم کی کوئی آیت ہے یا سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین کی کوئی صحیح ثابت شدہ حدیث ہو یا حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام ہے یا ان کا کوئی فرمان ہے یا بحیثیت حکم و عدل امام ہونے کے کوئی فیصلہ کسی امر متنازعہ فیہ میں صادر شدہ ہے۔ اگر ان اُمور میں سے کوئی امر ہے تو میں اس کے بارے میں حضرت میاں صاحب سے دریافت کرونگا۔ ہاں اگر کسی وقت صدر انجمن احمدیہ کے چند ممبروں نے کثرت رائے سے یہ کہدیا کہ ہمارے فیصلوں پر حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی رائے کو فوقیت حاصل ہے۔ اور بعدہٗ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سکرٹری نے (جو شاید جناب ہی تھے) اس دفعہ ۱۸ کو اس طرح ترمیم کر کے اعلان کر دیا ہو کہ حضرت غلام احمد مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح منتخب ہو گئے ہیں۔ نئے اور پرانے احمدی کل ان سے بیعت کریں۔ اور انکے احکام اور فرمان ہمارے واسطے (شاید اس میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر بھی داخل ہوں) بمنزلہ مسیح موعود کے ہونگے۔ اور اس طرح بعد از وفات حضرت مسیح موعود اس دفعہ کو صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری نے خود منسوخ قرار دیا ہو یا بدل دیا ہو تو اب اگر بار دیگر حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین کی وفات پر پھر صدر انجمن قادیان کے ممبروں سے کثرت رائے اس دفعہ منسوخ شدہ کو پھر بار دیگر منسوخ قرار دیا یا پہلے اعلان کی اشاعت بہ تجدید الفاظ کر دی تو اس میں انھوں نے کونسا حرج کیا ہے۔ اگر قانون دفعہ ۱۸ پاس کیا تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبروں نے کثرت رائے سے۔ اور اگر منسوخ کیا تو خلیفہ اول کی خلافت کے ابتدا میں کثرت رائے سے۔ اور اگر بار دیگر تجدید ہوئی یا پہلے اعلان کی تائید ہوئی تو کثرت رائے سے۔ اگر شکایت ہے تو اسی سکرٹری صاحب قادیان سے جس نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خلافت پر کیوں اس نے دفعہ ۱۸ کو خود حضرت غلام احمد مسیح موعود کے لئے مخصوص تھا۔ یوں منسوخ قرار دیا کہ اب کل جماعت کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین کے فرمان بمنزلہ مسیح موعود کے ہونگے دوسرے سکرٹری صاحب نے جو کچھ کیا پہلے سکرٹری صاحب کے نقش قدم پر چل کر کیا۔ ہاں پہلے سکرٹری صاحب جو اس وقت اپنے اعلان پر خود معترض ہیں یا اپنے دام میں خود پھنستے ہوئے ہیں یہ شعر غور سے پڑھ کر لطف اٹھائیں ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ - خود اند سبو کش
خود برسر آں کوزہ خریدار برامد - بشکست و رواں شد

دفعہ ۱۸۔ حضور ہی کا پاس شدہ قانون تھا۔ حضور ہی نے پہلے اعلان سے ترمیم کر دیا یا منسوخ کر دیا۔ اور حضور ہی خود اس وقت معترض ہیں۔ حضور خود ہی اس عقدۂ لاینحل کو حل فرما دیں۔

آپ کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح اول کے فرمان بمنزلہ حضرت مسیح موعود کے ہیں۔ اور خلافت ثانیہ کے وقت میں مولوی شیر علی صاحب کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فرمان بمنزلہ حضرت مسیح موعود کے ہیں۔ دونوں میں فرق ہے تو صرف آپ کا اختلاف۔ مگر نفس قانون میں سر مو فرق نہیں۔ ہاں کثرت رائے پر فیصلہ کا قرار دیا جانا خود اس امر کا مستلزم ہے کہ اختلاف ضرور رہو گا۔ اور قلت کے مقابلہ میں کثرت کی رائے درست قرار دی جاوے۔ اور کثرت میں ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ حضرت غلام حسن خان صاحب اور آپ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب وغیرہ احباب بھی شامل ہوں۔ ورنہ کثرت کہلائے

ایک خاص عرصہ تک آپ کی کثرت رہی۔ اور اب انکی کثرت ہے، جن کی پہلے قلت تھی نہ ان کو اس وقت گلہ تھا اور نہ اس وقت آپ کو شکایت چاہیئے۔ ہاں اگر ان کو اس وقت آپ سے گلہ تھا تو اس وقت آپ کو ان سے شکایت ہے۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد

کہ اتدین تراں۔

سوال (۵) کافر بالماموں کافر بالمحمدؐ کے برابر نہیں۔ کیا یہ عقیدہ حضرت میاں صاحب کا ہے؟

جواب (۵) کافر بالماموں اور کافر بالمحمد باہم برابر نہیں اور حضرت میاں صاحب اس کے قائل ہیں یا نہ۔ اوّل سوال تو یہ ہے کہ کیا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ماموں نہ تھے۔ اور کافر بالمحمد کافر بالماموں میں داخل نہیں۔ ضرور داخل ہے۔ دونوں الگ نہیں۔

ہاں کافر بالمسیح الموعود اور کافر بالمحمدؐ دونوں باہم برابر ہیں یا نہ۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جسقدر کہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا غلام احمدؐ میں فرق ہے۔ اس قدر ان کے کافروں میں فرق ہے۔ مگر لفظ کفر دونوں پر یکساں عائد ہے۔ کافر بالمحمد اور کافر بالموسیٰ بھی برابر نہیں۔ کافر بالمحمد اور کافر بالعیسیٰ بھی برابر نہیں۔ اس طرح کل انبیاء میں جنکو لیں ان سب سے کافر بالمحمد بڑھ کر ہے اس واسطے کہ یہ رسول سب رسولوں سے بڑھ کر ہے۔ جسطرح ان کے درجات میں بلحاظ رسالت فرق ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض۔ اس طرح ان کے کافروں میں فرق ہے۔

ہاں سیدنا مسیح ناصری کے کافر سے سیدنا حضرت مسیح محمدی غلام احمدؐ کا کافر اسقدر بڑھ کر ہے جسقدر کہ سیدنا مسیح ناصری سے غلام احمدؐ مسیح موعود بڑھ کر ہے۔

اور جس فتوے کا مستحق مسیح ناصری کا منکر ہے اس سے بدرجہا بڑھ کر مسیح محمدی کا منکر ہے۔ اب سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح ناصری کا منکر اور حضرت مسیح محمدی کا منکر باہم برابر ہے۔ اور جواب قرآن کریم سے احادیث سے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے الہامات کو مدّنظر رکھ کر عنایت فرمادیں حضرت میرزا محمود احمدؐ صاحب نے ہرگز کبھی تحریر نہیں فرمایا کہ سیدنا حضرت محمد کا منکر اور کافر اور حضرت مسیح موعود کا کافر دونوں باہم مساوی الدرجات ہیں۔

مگر کافر بہرحال کافر ہے۔ اور وہ مومن ہرگز نہیں کہلا سکتا اور کسی مقام پر جب تک حضرت مسیح موعود کا مصدق اور بیعت شدہ نہ ہو یا اس کے کسی خلیفہ سے بیعت نہ کر چکا ہو ہرگز کسی وقت میں بھی قابل اقتدا فی الصلوٰۃ نہیں نہ ہندوستان میں نہ ہندوستان سے باہر۔ خواہ عرب ہو یا عجم یا ولایت ہو یا امریکہ۔ اور نہ اس کا جنازہ درست ہے۔ اور نہ ان کو کوئی احمدی احمدی رہ کر لڑکی دیگا۔ اور جو ایسا کریگا وہ حضرت اقدس کے قائم کردہ خصوصیات سلسلہ کو مٹا کر امام عدل و حکم کے فیصلوں کے خلاف کرتا ہے۔ اور وہ کہیں قابل اقتداء نہیں جبتک کہ پھر توبہ نہ کرے۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسیح موعود کے منکر کافر ہیں یا نہ۔ اور کس درجہ کے کافر ہیں۔ ہاں ہم ان کو اس وقت تک کافر بالمحمد نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ خود کافر بالمحمد نہ ہو جائیں۔ مگر کافر بالمسیح الموعود نہ تو مومن کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور نہ مومنوں کے سے سلوک ان سے حضرت اقدس نے جائز رکھے ہیں۔

میں نے کسی قدر تفصیل سے عرض کیا ہے مگر اختصار کو ضرور مدّنظر رکھا ہے۔ صرف ہاں یا نہ میں جواب دینا میرے نزدیک اور فساد کو بڑھاتا ہے۔ ہاں مفصل شاید خود حضرۃ خلیفۃ المسیح کچھ تحریر فرمادیں۔ آپ ان سے باقی حالات معلوم کرسکیں گے۔ والسلام

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی پشاور

---

# خدا کے مسیح کی پاک باتیں

## ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کا ایک خط

ماسٹر عبدالرحیم صاحب اپنے صہر سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کو لکھتے ہیں:۔

کل بوقت ظہر (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا:۔ کم ازکم بارہ آدمی ایسے ہونگے جو مختلف بلاد میں بھیجے جائینگے۔ اور ان کے ساتھ ایک ایک ایسا آدمی ہوگا جو کچھ انگریزی جانتا ہو۔ اب تک نا معلوم مخفی تحریک سے تبلیغ ہورہی ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اپنی طرف سے اتمام حجت کرسکیں مولوی سرور شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ میں انکو ایک صادق آدمی پاتا ہوں۔ عنقریب کسی جگہ بھیجوں گا۔ ہم اب گور کے کنارہ پر بیٹھے ہیں۔ اب لوگوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے آگے دل اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جو لوگ اس راستہ میں سفر کریں وہ صابر۔ برداشت کرنے والے ہونے چاہئیں۔ صحابہ کرام نے تلواروں کی برہو ہخت کی۔ اس کے لئے محض گالیاں برداشت کرنا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال وقف کرتے ہیں وہی ولی ہوتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی جائے گا تو شہید ہوگا۔ زبانی باتوں سے اور محض لفظ مومن سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسلام ایک قربانی چاہتا ہے۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہونا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بعض بالکل ناخواندہ تھے۔ اور پھر بادشاہوں کے پاس پیغام لے کر گئے۔ اور انہیں تبلیغ کی۔ حضرت شیبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط دیکر کسریٰ کے پاس بھیجا۔ تو انہیں ایلچی سمجھ کر سونے کی کرسی دیگئی۔ مگر شیبہ رضؓ نے اپنے ڈنڈے سے کرسی ہٹا دی۔ اور فرمایا یہ سب ہمیں ملینگی۔ پھر جب مسلمانوں نے عیسائیوں کی بڑی بڑی تعداد کو شکست دی۔ تو ہرقل نے کونسل کی اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود قلت اور بے قاعدہ ہونے کے یہ لوگ ہم کو شکست دیتے ہیں۔ تب سوچکر اس نے کہا کہ صرف وجہ یہ ہے کہ عیسائی راتوں کو غافل اور نشوں میں سرشار ہوتے ہیں وہ لوگ جاگتے۔ اور خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

پھر جب مسلمانوں میں سے وہ اوصاف نکل گئے“ تو لکھا ہے کہ جب چنگیز خاں نے بغداد پر حملہ کیا۔ ایک آواز آتی تھی۔ ایھا الکفار اقتل الفجار۔ اے کافرو۔ ان فاجروں کو قتل کرو۔

فرمایا:۔ اگرچہ ہم مدرسہ کو فائدہ سے خالی نہیں سمجھتے کیونکہ صالح مدرسوں کے ماتحت رہ کر لڑکوں کو کچھ سمجھ آتی ہے۔ اور ان کا اثر پڑتا ہے۔ مگر چونکہ اس تعلیم سے دنیا کی غرض ہوتی ہے اور یہ ایسا ہوتا ہے۔ جیسے پیشاب اور پانی ملا ہوا ہو کوئی پانی کیطرف جاتا ہے“ کوئی پیشاب کیطرف مگر ہماری غرض تو یہ ہے کہ کوئی ایسا سلسلہ ہو۔ جو ملونی سے پاک ہو وہ واعظین کا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں میری جماعت میں بہت ایسے نکلیں گے۔ والسلام

دعاگو - عبدالرحیم - ۲۶/۹/۰۷

---

## ”القول الفصل“

یہ رسالہ تصنیف حضرت صاحبزادہ صاحب مفت تقسیم ہورہا ہے کوئی صاحب ایک سے زیادہ اپنے پاس نہ رکھیں۔ بلکہ اس کی اشاعت میں پوری کوشش کی جاوے +

# عسل مصفّیٰ کو تا اطلاع ثانی کوئی احمدی نہ خریدے

ہمنے حضرت مصلح موعود خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد شائع کیا تھا کہ مرزا خدا بخش صاحب کی عسل مصفیٰ تا اطلاع ثانی نہ خریدی جائے کیونکہ اس میں کچھ باتیں قابل اصلاح ہیں۔ اسپر ۹ - فروری کے پیغام میں "خلیفہ صاحب کا بائیکاٹ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے یہ مضمون کیسا ہے۔ صرف اتنی بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسکے عنوان پر از جناب اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب لکھا ہے۔ حالانکہ عام قاعدہ ہے کہ ایڈیٹوریل سٹاف میں سے کسی کا نام یا عہدہ نہیں ہوتا اور تمام کام متحد سمجھا جاتا ہے۔ گویا خود ایڈیٹر نے بھی اسبات کو محسوس کیا کہ یہ مضمون از حد دنایت و سفاہت اپنے اندر رکھتا ہے کسی شریف آدمی کی طرف منسوب نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے اس نے اپنا نام الگ کر لیا۔ اور مضمون لکھنے والے کا عہدہ لکھ دیا۔ ہم اس مضمون کا خلاصہ اسی کے الفاظ میں نقل کئے دیتے ہیں *

۱ - یہ میاں محمود احمد صاحب وہی ہیں جو اسی کتاب کے بارے میں جواب چھپی ہے۔ ریویو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں" یہ کتاب اپنے پہلوؤں کے لحاظ سے بہت شیریں اور مُفید ثابت ہوئی ہے۔

۲ - عسل مصفیٰ وہ کتاب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں لکھی گئی۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام نے اسے خود پسند فرمایا × × × × ، سب بزرگان ملت نے جنمیں سے مولوی محمد احسن صاحب اور میر حامد شاہ صاحب × × × × اس کی تعریفوں میں صفحوں کے صفحہ لکھ دئے *

۳ - یہ کہنا کہ وہ (حضرت صاحبزادہ صاحب راقم) کوئی اس کی اصلاح کرینگے۔ یہ بھی درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو مامور من اللہ تھے۔ اور حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم و مغفور جو علامہ دہر تھے وہ تو اصلاح نہ کر سکے لیکن اب میاں صاحب جو کہ مرزا خدا بخش صاحب کے سامنے طفل مکتب ہیں۔ اس کی اصلاح کرینگے۔

۴ - اصل وجہ جو ہمیں معلوم ہوتی ہے وہ وہی جو اس الارم کے بجنے کا موجب ہوئی جو سلسلہ تصنیفات احمدیہ کے متعلق ہماری نوٹس جاری کرنے پر بجایا گیا تھا یعنی میاں صاحب کے کسی مقرب بارگاہ کی کتب فروشی کی خواہش

۵ - ہمنے جب سلسلہ تصنیفات احمدیہ کے شائع کرنیکا اعلان کیا × × × تو لوگوں کو اس کے بھی خریدنے سے روکا گیا اور وجوہات تو خیر بتا دی تھی لیکن اصل وجہ بھی ظاہر کر دیگئی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ میاں صاحب نے جو حضرت صاحب کی کتابوں کی کتب فروشی کی دُکان نکالی ہوئی ہے اُسکو نقصان پہنچیگا۔ ان چند ٹکوں کی وصولی کے لئے میاں صاحب نے۔ الخ

۶ - یہ خیال کہ اسپر (تصنیفات حضرت اقدس کے) ہم کوئی اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا دینگے۔ یہ لعنتیوں کا خیال ہے۔

۷ - پھر اس کی مخالفت کیوں ہوئی۔ صرف اس لئے کہ میاں صاحب کی جیب کو نقصان کا اندیشہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جماعت کو آیا اسلام کے لئے بنایا تھا یا کتب فروشی کے لئے۔ اور آیا میاں صاحب اشاعت اسلام یا احمدیت کے لئے خلیفہ ہوئے ہیں یا لوگوں کی جیبوں سے ٹکے نکالنے کو۔

۸ - الغرض خلافت کیا ہے ایک بقال کی دکان ہے جو اس ہاں سے نہ خریدے اُسے بیعت سے خارج کر دیا جاتا ہے *

۹ - ہم میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ بنگالہ کی بائیکاٹ کی پیروی کو چھوڑیں۔ اور خلیفۃ اللہ کے نام کو بدنام نہ کریں × × × × آپ اچھے اسکے خلیفے ہیں کہ دو دو پیسے کی کتاب کے بدلے پر بائیکاٹ کی عادت لوگوں میں پیدا کر رہے ہیں۔

۱۰ - اسی پیغام میں پہلے صفحہ پر شیطان لعین کا حملہ کے عنوان سے ایک مضمون درج ہے جس کا نشانہ ہم مبائعین اور ان کا مطاع خلیفہ ہے *

اِن فقرات کے پڑھنے سے ناظرین پر مخفی نہیں رہ سکتا کہ ہمارے بھائی کہاں سے کہاں پہنچے۔ اور مرکز سے تعلق قطع اور حضرت اقدس کا درجہ گھٹا کر وہ کیا سے کیا بن گئے۔ اب ان کے اخلاق کیسے ہیں۔ اور وہ مولوی محمد علی صاحب کے ضروری اعلان کے مطابق حضرت اقدس کی اولاد کی کیا تعظیم تکریم کر رہے ہیں۔ اور یوں بھی بلحاظ عام قواعد تہذیب کے وہ ایک کثیر حصہ جماعت کے امام سے کسطرح خطاب کرنا پسند کرتے ہیں۔ اور جسے چند مہینے ہوئے بزرگ اور پاک نفس قرار دیکر غیر احمدیوں سے بیعت لینے کا اہل قرار دیتے تھے۔ اسکی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں۔ ان باتوں کی وضاحت سے لکھنے کی ہمیں کچھ ضرورت نہیں۔ ہم صرف چند غلط فہمیوں کو دُور کرنا چاہتے ہیں *

اوّل سلسلہ تصانیف احمدیہ جو پیغام والوں کے اہتمام میں چھپیگا اسپر ہم نے کیوں خطرہ کا الارم بجایا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کی ایک تصنیف الوصیّت کو چھاپ کر ان لوگوں نے بتا دیا ہے کہ وہ کسطرح اس پر حواشی چڑھائیں گے۔ اور کیونکہ حضرت اقدس کا اصل مطلب خبط کر کے لوگوں کو گمراہی کیطرف لیجائینگے۔ پس ضرور ہے کہ ہم یہ نمونہ دیکھ کر آیندہ کے لئے احتیاط کریں۔ باقی حضرت اقدس کی کسی تصنیف پر حاشیہ چڑھانا یہ لعنتیوں کا خیال ہے یا لعنتیوں کا کام ہے یہ حواشی چڑھانیوالے جانیں ہم نے کوئی کتاب اسطرح پر نہیں چھاپی اور نہ چھاپنے کا قصد کیا۔ البتہ ۱۷ - جنوری کے پیغام میں لکھا ہے کہ ہم جو تصانیف حضرت اقدس چھاپینگے۔ حاشیہ پر ہر ایک پیراگراف کا خلاصہ مضمون دیا جائے گا۔ یہ خلاصہ مضمون ضرور اس تحریف کا پیش خیمہ ہے۔ جس کے خطرے سے ہم نے اطلاع دی کیونکہ حضرت مسیح موعود کے اصل الفاظ کا جو اثر دماغ و قلب پر ہوگا۔ اسے ان حواشی کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ جیسا کہ ان لوگوں کے عمل سے ظاہر ہے۔ باقی رہا یہ کہ کتب فروشی کی دکان ہے جسے نقصان پہنچیگا۔ اس کے متعلق یہ یاد رہے کہ کوئی نئی دکان تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے کھولی نہیں وہی دکان ہے جو حضرت اقدس علیہ السلام نے کھولی۔ اور وہی کتابیں جو انہوں نے خود اپنے اہتمام سے چھپوائیں۔ وہی قیمتیں ہیں۔ انہیں سے جو فروخت ہوتی ہیں ان کا حساب سب موجود ہے۔ آمد سے خرچ بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ سب روپیہ ان کتابوں کی طبع میں خرچ ہوتا ہے۔ جو دوسری بار چھپوائی گئیں یا جا رہی ہیں۔ اگر حضرت اقدس کتب فروش تھے۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں کسی دوسرے احمدی کو حواشی چڑھا کر یا خلاصہ مضمون لکھوا کر چھپوانے کی اجازت بھی نہیں دی۔ تو حضرت صاحبزادہ صاحب کو کتب فروش کہلانے سے کچھ عار نہیں۔ بلکہ موجب صد افتخار ہے۔ کوئی ناراض ہو یا کیا وہ اپنے مقدس باپ اپنے مطاع و آقا کی کتابوں کی حفاظت کرینگے۔ اور انہیں تحریف سے بچائیں گے۔ اور حضور مغفور کی اپنے اہتمام سے چھپوائی ہوئی کتابوں کو بہرحال مقدم رکھیں گے۔ آپ نے اعتراض کرنا ہے تو مسیح موعود پر کیجئے *

دوم عسل مصفیٰ کا معاملہ۔ سو سُنئے۔ ہم چاہتے تھے

پردے پردے میں اصلاح ہو جائے۔ مگر آپ ایسے نادان دوست ہیں کہ خواہ مخواہ پردہ دری کرانا چاہتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ عسل مصفیٰ کے دوسرے ایڈیشن میں بہت سی زیادتی کی گئی ہے۔ اور اب یہ وہ کتاب نہیں رہی جو حضرت اقدس یا حضرت خلیفہ اول کے وقت میں تھی تقریظیں اور ریویو جو علمار سلسلہ نے لکھ کر دئے۔ یہ زیادہ تر اس پہلے ایڈیشن کے مضمون کو ذہن میں رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور ان تقریظوں کے حصول سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب نے عسل مصفیٰ نو طبع ہر دو جلد کسی کو بھی نہیں دی۔ اگر دی تو جلد اوّل جیسا کہ مولانا محمد سرور شاہ صاحب کے پاس وہی جلد ہو اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی جو ریویو لکھا وہ پہلے ایڈیشن پر مبنی ہے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے بھی ظاہر ہے جو پیغام نے کوٹ کئے "یہ کتاب اپنے پہلوں کے لحاظ سے بہت شیرین اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ جو کتاب ابھی حال میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کا دوسرا حصہ جس پر ہمیں اعتراض ہے۔ وہ تو دسمبر کے وسط میں بشکل تیار ہوا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت صاحبزادہ صاحب یہ نہیں لکھ سکتے تھے۔ کہ اپنے پہلوں کے لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ ریویو تو آپ نے خلافت سے بہت پہلے لکھ کر دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے بزرگوں نے۔ غرض کسی نے بھی دوسری جلد کو اول سے آخر تک پڑھ کر ہم میں سے ریویو نہیں کیا۔ دسمبر کے جلسہ پر ۳۱- دسمبر کو معلوم ہوا کہ کتاب میں مرزا صاحب نے صفحہ ۶۶۳ پر یہ لکھا ہے:-

"تاریخ دنیا میں ایسی نظیریں بہت ہی کم ملتی ہیں کہ کوئی جانشین اپنے پیشرو متبوع کے برابر یا اس سے بڑھ کر ہوا ہو۔ مگر جس انسان کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں۔ وہ اپنی شخصیت میں ایسی خصوصیت رکھتا ہے کہ بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے پیشوا اپنے مقتدا سے بہت سی باتوں میں سبقت رکھتا ہے یہ شخص کون ہے۔ اسم بامسمّٰی نور الدین"

پھر صفحہ ۶۶۷ پر لکھا ہے:-

میری رائے میں نور الدین تقوےٰ میں۔ علم وفضل میں۔ سادگی میں۔ سخاوت میں فیض رسانی میں بلا مبالغہ اپنے متبوع سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ اور اسی سبب سے حضرت مسیح موعود نے بھی خود اقرار کیا ہے کہ نور الدین کی بعض باتوں میں مجھے رشک آتا ہے لا کلام اگر مرزا صاحب غلام احمد صاحب مسیح تھے تو نور الدین مہدی تھے۔

کیا یہ عبارت ایک احمدی کے قلم سے نکل سکتی ہے۔ جبکہ یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ نبی اپنے زمانہ کے تمام لوگوں پر کلی فضیلت رکھتا ہے۔ چنانچہ مصنف عسل مصفیٰ نے بھی اس اصل کو تسلیم کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ کوئی جانشین اپنے پیشرو سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ پھر یہاں کسی فضیلت کا بھی ذکر نہیں۔ بلکہ فضائل وہ گنے گئے ہیں۔ جنہیں ماموران الٰہی خصوصیت سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ یعنی تقویٰ اور سخاوت اور فیض رسانی۔ کیا مسیح موعود سے بھی بڑھ کر کوئی فیض رسانی اور تقوےٰ میں تھا مصنف عسل مصفیٰ نے مسیح موعود ہی کی نہیں۔ بلکہ خلیفہ اوّل کی بھی ہتک کی۔ اگر وہ اس عبارت کو دیکھ لیتے۔ تو تمام عسل مصفیٰ کو جلا دینے کا حکم دیدیتے۔ وہ تو ہمیشہ اس بات کا اقرار کرتے رہے۔ کہ مرزا ایک سنگ پارس تھا۔ میں اس کے دامن سے وابستہ ہو کر سونا بن گیا۔ اور خود مسیح موعود نے اپنا درجہ معیار الاخیار میں یہ لکھا ہے:-

"ایک شخص کو (یعنی مسیح موعود) کو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالےٰ کا برگزیدہ اور اس زمانے کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے"

پھر ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعاً - یہ بات کھول دی ہے کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنے تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے۔"

(مکتوب ۳۰- دسمبر ۱۸۸۳ء)

پس مولانا نور الدین کو یا کسی اور کو آپ سے علم وفضل اور تقوےٰ اور سخاوت اور فیض رسانی میں بڑھ کر کہنا ایک نہایت ہی ناسزا اور ناپاک کلمہ ہے۔ اور صفحہ ۶۶۲ جلد دوم کے اور اِتنے ہی صفحے جلد اوّل کے گویا ڈیڑھ ہزار صفحوں پر سیاہی پھیر دیتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ مولانا علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب مسیح تھے تو وہ مہدی۔ اور اس سے پہلے مصنف لا مھدی الا عیسےٰ پر بہت زور دے چکا ہے۔ اور اپنے قلم سے آپ ہی تردید کر رہا ہے۔ یاد رکھو کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور آپ ہی مہدی معہود تھے۔ اور جو آپ کو دونوں نہیں مانتا وہ حسب تحریر کشتیٔ نوح احمدی جماعت میں سے نہیں۔ مولانا رضی اللہ عنہ اوّلاً خلیفۃ المسیح بنے۔ اور خلفائے راشدین کے زمرے میں داخل ہونے کی وجہ سے مہدی کہے جا سکتے ہیں۔ جیسے کہ اس وقت حضرت فضل عمر بوجہ خلیفۃ المسیح ہونے کے مہدی ہیں۔ مگر وہ مہدی جس کا احادیث میں وعدہ تھا وہ صرف ایک ہی پاک نفس تھا۔ یعنے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جیسا کہ آپ نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ اس منصب میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"دراصل یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے۔ کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو۔ کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس

کی کے مسیح بن مریم کہنا چاہیئے دنیا
میں ظہور کرے۔ اور پھر اس کے
ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی
ضروری ہو۔ کیا وہ خود مہدی
نہیں ہے"
(صـــ۲۵)

بہرحال اس غلطی کی جب مرزا خدا بخش صاحب کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے حضرت خلیفہ ثانی کے حضور ایک معذرت نامہ لکھا۔ اور اس میں درخواست کی۔ کہ میں ابھی ان صفحات کو بدل دیتا ہوں۔ آپ اسے پبلک نہ کریں۔ چنانچہ آپ ۲ دو ورق اور چھپوا لائے مگر بھیجنے میں احتیاط نہیں کی۔ یعنی کتابوں سے اگلے ورق نکالے نہیں۔ بلکہ وہ بھی لگے رہے۔ اور یہ بھی ساتھ بھجوا دیئے۔ اور کئی پیکٹ بقول عبدالرحمٰن دفتری ایسے بھیجے۔ کہ ان میں یہ اوراق ڈالے ہی نہیں۔ اور ڈالنے کا فائدہ بھی کیا تھا۔ جبکہ اگلا گند اسی عسل مصفیٰ میں شامل تھا۔ پھر معترضین میں سے کسی کو تو کہدیتے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ اصل لفظ تو بنی تھا نہ کہ تقویٰ۔ اور کسی کو کہتے مجھے حضرت صاحب کے الفاظ سے دہوکہ لگ گیا۔ اور کسی سے کہتے (مثلاً حکیم محمد عمر کو) جو کچھ میں نے لکھا۔ صحیح یہی ہے۔ مگر ہمارے خلیفہ کی ذات بابرکات کچھ ایسی رحیم و کریم اور حلیم و بردبار ہے۔ کہ انہوں نے باوجود اطلاع ہونے کے اس پر کوئی پبلک کارروائی نہ کرنی چاہی۔ بلکہ یہی کہا۔ کہ آپ ان اوراق کو نکالکر نئے اوراق داخل کردیں۔ مگر مرزا صاحب نے باوجود وعدہ اس کی پورے طور پر تعمیل نہ کی۔ جس پر مجبوراً ایک خط ان کو لکھایا گیا۔ اور ایک اعلان اخبار میں شائع کرایا گیا۔ کہ ابھی دوست عسل مصفیٰ کو نہ خریدیں۔ کیونکہ اس میں کچھ غلطیاں ہیں۔ مگر اس پردہ پوشی کے بدلہ میں ان کے نادان دوست پیغام نے ہمارے امام کو وہ گالیاں دیں۔ جو پہلے لکھی جا چکی ہیں۔ اور ہمیں مجبور کیا۔ کہ اصل بات ظاہر کیجائے۔ اب اور غلط باتیں سنئے۔ اور یہ سب وہ عبارتیں ہیں۔ جو پہلے ایڈیشن میں نہیں ؛

**صفحہ ۶۰۷** - لاہور کو مدینۃ المسیح لکھا ہے۔ اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے چھ برس بعد تک تو کسی نے نہ لکھا۔ اور اس کے بعد یکدم الہام ہوگیا کہ مدینہ لاہور ہے۔

**صفحہ ۶۰۹** - حضرت اقدس کے کشف دربارہ تبلیغ کو خواجہ صاحب کے ہاتھ پر پورا ہونا لکھا ہے۔ حالانکہ خواجہ صاحب وہاں آپکے تمام آپکے ذکر کو اس حیثیت میں جس میں کہ آپ مبعوث ہوئے تھے۔ سم قاتل سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مقاصد میں مخل۔

**صفحہ ۶۱۳** - پہلے حضرت مسیح موعود کو نبی ثابت کرتے آگئے ہیں۔ اور یہاں آکر کہدیا۔ کہ وہ صرف لغوی معنوں میں نبی تھے۔ اور جزوی نبی تھے۔

**صفحہ ۷۲۶ تا ۷۳۱** - حضرت خلیفہ اول کی وفات سے پہلے چند ایام کے حالات ایسے لکھے ہیں۔ کہ حق کو باطل سے ملا دیا۔ مرزا خدا بخش صاحب یہاں مقیم تو تھے نہیں۔ جو کچھ پیغامیوں سے سنا وہ لکھدیا۔ یہ واقعات بھی صحیح نہیں۔ اور ان سے غلط فہمی ہوتی ہے۔ اور سلسلہ کے آئندہ حالات پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ الحق پر خواہ مخواہ حملہ کیا ہے۔ کہ اس کے مضامین شان احمدیت کے خلاف ہیں۔ انگریزی ترجمہ قرآن کے متعلق غلط اطلاعیں دی ہیں

غرض اس قسم کی کئی باتیں ہیں۔ جو سلسلہ احمدیہ کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس کتاب کو مستند نہ قرار دیا جائے۔ کمزوریاں اور نقائص پہلے صفحات میں بھی ہیں مگر ایسی باتیں ہر مصنف (بجز اس کے جو خاص روح القدس سے معمور ہو کر لکھے) کی تصنیف میں ہوتی ہیں۔ لیکن فساد پھیلانے والی باتیں جس کتاب میں ہوں۔ اس کو ہم کسطرح شائع ہونے دیں۔ مصنف عسل مصفیٰ کا نادان دوست اب بھی اس کی سفارش کرتا ہے۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ اس میں سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا ثبوت ہے۔ (ورنہ اس سے پہلے وہ پیغام میں اس کی خریداری کی سفارش یا ذکر دکھائے) بلکہ محض اس لئے کہ اس میں چند باتیں اسکی فساد انگیزی کی ممد درج ہیں۔ ہم مکرر اعلان کرتے ہیں۔ کہ

عسل مصفیٰ کو ان عبارتوں کی وجہ سے روکا
گیا جو پہلے ایڈیشن سے بعد میں ملائی گئی
ہیں۔ اور جو حضرت مسیح موعود اور خلیفہ
اول کی وفات کے بعد لکھی گئی ہیں ؛

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اسقدر تشریح اس معاملہ کو صاف کردینے کے لئے کافی ہے۔ اب اس کے بعد جو کسی کے جی میں آئے۔ لکھے۔ اور جی بھر کر گالیاں دے۔ اور اپنی فطرت کا اظہار کرے۔ وافوض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیر بالعباد ؛

---

# لاہور سے ایک افسوسناک خبر

اس سے پہلے پشاور سے خبر پہنچی تھی۔ کہ غیر مبائعین میں سے ایک بڑا آدمی جب کسی مبلغ کے دلائل کا جواب نہ دے سکا تو جھنجلا کر اس پر حملہ آور ہوا۔ ہم نے اس واقعہ پر سرحدی طبائع کے لحاظ سے اور زیادہ تر صبر کی وجہ سے کچھ نوٹس نہیں لیا۔ اب لاہور سے یہ افسوسناک خبر آئی ہے۔ کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کی لڑکی کی شادی پر دعوت ہوئی۔ اور اس دعوت میں مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی تشریف لائے۔ گوجرانوالہ کے قاضی محمد یوسف صاحب جو مبائعین میں شامل ہیں ان سے مولوی محمد علی صاحب کی کچھ گفتگو ہونے لگی۔ اسوقت میاں محمد سعید صاحب جو مکرم میاں چراغ الدین صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور نہایت مخلص حضرت اقدس کی کتب کے عاشق اور انہیں دن رات پڑھنے والے وہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ بلائے گئے۔ ان سے بھی اس بارہ میں کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے مظہر اتم ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کی گفتگو ہوئی۔ آخر میاں محمد سعید نے کہا۔ کہ آپ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کوئی تحریر دکھائیں۔ جس میں حضرت اقدس نے اپنی نبوت کو جزوی یا ناقص لکھا ہو۔ مولوی محمد علی صاحب نے تریاق القلوب پیش کی۔ جس کے بارے میں میاں محمد سعید صاحب نے کہا۔ یہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے۔ اور جو تاریخ اس پر لکھی ہے۔ وہ اس کے شائع ہونے کی ہے۔ نہ کہ اس کے لکھے جانے کی۔ اور اس کا ثبوت بھی پیش کیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ قسم کھاؤ۔ میاں محمد سعید نے قسم کھالی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ تم جھوٹے ہو۔ میں تم سے بات نہیں کرتا میاں محمد سعید نے عرض کیا۔ کہ باوجود میرے قسم کھانے کے آپ مجھے مجلس میں جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ آپ جھوٹے ہیں۔ اس پر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب میاں محمد سعید کو کہنے لگے۔ حرام زادے۔ بے ایمان۔ اور ایک کتاب مار کر میاں محمد سعید کی پگڑی اتار دی۔ اتنے میں ایک اور شخص نے بھی اٹھکر میاں محمد سعید کی گردن پکڑ کر جھنجوڑا ؛

افسوس ہے۔ کہ بات تو مولوی محمد علی صاحب سے ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے خواہ مخواہ دخل دیکر اپنے اخلاق فاضلہ کو ظاہر کیا۔ اور بیچارے محمد سعید پر حملہ کرنے کے علاوہ اپنے میزبان حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسٰے کی والدہ ماجدہ پر ایک تہمت لگا دی۔ اور اس آیت قرآنی کا کچھ پاس نہ کیا۔ والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمٰنین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابداً واولٰئک ھم الفاسقون جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامنوں کو اور پھر اس پر چار گواہ نہیں لاتے۔ ان کو مار دو اسی درے اور مت قبول کرو ان کی شہادت کبھی۔ اور دوسروں کو حرامزادہ کہنے والے ہی فاسق ہوتے ہیں ❊

پھر مولوی محمد علی صاحب سے ایک اختلاف کرنے پر محمد سعید اپنے احمدی برادر کو بے ایمان کہدیا - حالانکہ یوں ڈاکٹر صاحب ایسے وسیع القلب ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پیر و مرشد۔ ہادی رہنما کے حق میں کلمات کفر کہنے والوں کو بھی با ایمان اور مومن کہے جاتے ہیں۔ بلکہ انہیں مومن نہ جاننے والوں کو کافر و بے ایمان کہتے ہیں۔ خیر جو کچھ انھوں نے کیا۔ اس سے یہ تو علم ہو گیا۔ کہ آجکل وہ غیر احمدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کیا صفتیں اختیار کر رہے ہیں۔ اور کس حد تک صلح کے خواستگار ہیں۔ اور اس معترض کو بھی جواب مل گیا۔ جس نے لکھا تھا۔ کہ قادیان میں خلیفۂ وقت امن قایم نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ یہاں تو متفرق طبایع کے لوگ۔ متفرق جگہوں میں رہتے ہیں۔ (اور پھر بھی خدا کے فضل سے سب ایسے احکام کے تابع ہیں۔ کہ مجال نہیں ذرا بھی خلاف حکم کریں) وہاں ایک محفل خاص میں جہاں غیر مبایعین ہی کا غلبہ اور غیر مبایع کا مکان تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ تیزی دکھائی۔ کہ ایک شخص کو سر مجلس بآواز بلند جھوٹا کہہ کر اشتعال دلایا۔ اور اس کی ہتک کی۔ حالانکہ مولوی صاحب کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ ایک شخص کو مباحثہ کرتے ہوئے گالی دیتے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اور موقع محل نہیں دیکھتے۔ اور پھر انہوں نے اپنے فعل سے ہم تواؤں کو بھڑکا دیا۔ اور اپنے سامنے فساد کرا کے تماشہ دیکھنے لگے جس کے نتائج اچھے نہیں ہو سکتے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ان کو اپنی دولت کا گھمنڈ ہے۔ اور قانونی مدد پر بھی تانہ ہے۔ آجکل تو بالخصوص مگر ہمارا بھروسہ تو اللہ پر ہے۔ اسی کی عدالت میں ہمارا مقدمہ دائر ہے۔ وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے غیر مبایعین کو تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ نہ انہیں احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کا کچھ لحاظ۔ نہ ان کی تعلیم کی پرواہ۔ ہم اپنے مبایعین احباب جماعت احمدیہ سے کہتے ہیں۔ کہ آیا اب آپ کو الفضل کے اس مشورے کی قدر ہوئی یا نہیں جو ہمارے تعلقات کن کے ساتھ ہوں" کے عنوان سے ۳۔ دسمبر کے اخبار میں دیا گیا تھا۔ ہم نے ان لوگوں کے اخلاق کا اندازہ لگا کر کہہ دیا تھا۔ کہ اپنے آپ کو ابتلاء اور فساد سے بچانے کے لئے ان کی دعوتوں میں جانا چھوڑ دو۔ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ گزارہ کر سکتا ہے۔ مگر جہاں قوائے سبعیت کے اظہار کا خطرہ ہو وہاں ایک مہذب انسان کو اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہیئے حضرت خلیفۂ ثانی تو یہاں تک اتفاق و اتحاد کے حامی ہیں۔ کہ باوجود انکار خلافت اور فتوئے قرآنی در بارۂ فسق کے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ اور اب تک بھی ہے۔ لیکن فساد سے بچنا مومن کا کام ہے پس آپ لوگ اپنے لئے نہیں تو اپنے سید و مولیٰ مطاع و ہادی احمدؑ کے نام کو بدنامی سے بچانے کے لئے ایسے فساد انگیز آبروریز مواقع سے پرہیز کریں۔ اور امن و صلحکاری بڑھانے والے حالات میں رہیں۔ اور ہرگز ان کے فساد کا مقابلہ فساد سے نہ کریں۔ بلکہ ان کی گالیاں سن سن کر ان کو ویسے ہی دعائیں دیں۔ جیسے کہ غیر احمدیوں کو دیا کرتے تھے۔ اور بجائے ظالم بننے کے مظلوم ہی بنے رہو۔ کیونکہ ہمارے پیارے آقا و خلیفۂ وقت کو حسین علیہ السلام کا اتباع پسند ہے۔ ظلم انہی کو کرنے دو۔ جن کو یہ سزاوار ہو۔ تم خدا تعالےٰ کی آخری جماعت ہو۔ حلم و بردباری۔ درگذر و مرحمت کاری میں تمہیں نمونہ بننا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق بخشے۔ ہمیں بہت خوشی ہوتی۔ اگر میاں محمد سعید صاحب مولوی محمد علی صاحب سے جھوٹے ہونے کا خطاب سن کر خاموش ہو جاتے۔ کیونکہ سچوں کو جھوٹا ہمیشہ کہا گیا ہے۔ کیا کوئی بزرگ ایسا گذرا ہے۔ یا اس کی جماعت ایسی ہوئی ہے۔ کہ اس کو لوگوں نے جھوٹا نہیں کہا۔

پس اگر مولوی صاحب نے اس غصہ میں کہ کیوں ہر ایک شخص میرا ادب نہیں کرتا۔ اور میرے درست یا غلط قول پر امنّا کا نعرہ نہیں لگاتا۔ ان کو جھوٹا کہہ بھی دیا تھا۔ تب بھی ان کو صبر سے کام لینا چاہیئے تھا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ❊

---